OPEN ACCESS
Biannual Research Journal
AL-ILM
Volume: 07
Issue: 01
Spring 2023

لاک ڈاؤن میں آجر کے معاشی مسائل: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تدارک



ISSN (P): 2618-1134
ISSN (E): 2618-1142

ECONOMIC PROBLEMS OF EMPLOYERS DURING LOCK-DOWN: PREVENTION IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Homepage URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm

Issue URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm/issue/view/13

Received: 24-03-2023
Accepted: 12-05-2023
Published: 25-06-2023

Sadaf Siraj
Lecturer, Aspire Group of Colleges, Sambrial Girls Campus, Sialkot
Email: sadafsiraj47@gmail.com
Dr. Muhammad Tariq Ramzan
Assistant Professor, Deptt. of Islamic Studies, The University of Lahore: Sargodha Campus
Email: mtariqramzan@gmail.com

ABSTRACT

Islam is a religion that has set the rules and regulations for every sphere of life including the economy. The employer is the main character of modern economy. An employer is responsible for moving the economy forward. The progress of the employer is the guarantee of the development of any country and nation. If for any reason it is shaken from its place, the entire society is affected. Lock down due to various reasons are main obstacles in the functioning of economies. in the last three years the Corona epidemic has become such a disaster on humans that the country's economy has been disrupted. Which has greatly affected the lives of employers, due to which there have been clear changes in their performance. The employers faced economic problems due to corona epidemic and there was such a downturn in business that many employers had to face difficulties to meet their needs. Besides corona pendamic many other reasons such as smog emergencey, politica unrest causes lock down of business and industry. Many economic problems have arisen due to the lockdown of industries, stoppage of source of income, giving salaries to employees and non-cooperation of people. But Islam is the only religion in which the solution to all human problems is found in the Qur'an and the sunnah has clarified all the principles of living. You just need to know them and follow them. In all the principles of the economic system of Islam, it is mandatory to follow the Qur'an and the Sunnah. And it is these characteristics that distinguish it from all other systems in the world. Islam is a religion that has clear teachings for Muslims in every hardship.

Keywords: *Employer, Economic, Problem, Islam, Human beings.*

How to Cite: Sadaf Siraj, Ramzan, Muhammad Tariq, Dr., "لاک ڈاؤن میں آجر کے معاشی مسائل اور اسلامی تعلیمات." Al-Ilm 08, no. 1 (2023): 54-72.

موضوع کا تعارف

آجر نظام معیشت کا وہ بنیادی کردار ہے جو کسی بھی ملک و قوم کی ترقی کا ضامن ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ اپنی جگہ سے ہل جائے تو پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ کسی بھی معیشت میں آجر کا کردار کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ آجر معاشی سرگرمیوں کو مثبت سمت میں رواں رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن معاشی سرگرمیوں کو مختلف تحدیات کا سامنا رہتا ہے۔ انہی تحدیات میں سے ایک بڑا چیلنج لاک ڈاؤن کی صورت میں بھی سامنے آتا ہے۔ وباؤں اور دیگر عوامل کی بنیاد پر معاشی سرگرمیاں لاک ڈاؤن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر گزشتہ دو سالوں میں کرونا وبا انسانوں پر ایک ایسی آفت بن کر نازل ہوئی جس سے ملکی معیشت درہم برہم ہو کر رہ گئی جس نے آجر حضرات کی زندگیوں کو بہت متاثر کیا۔ جسکی بدولت ان کے معیار زندگی میں بھی واضح طور پر تبدیلیاں آئیں آجر طبقہ کو کرونا وبا کی وجہ سے معاشی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور کاروبار میں اس قدر مندی آئی جسکی وجہ سے آجر کی ایک کثیر تعداد کو اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی طرح سے سموگ کی وجہ سے بھی کاروباری سرگرمیوں کو بندش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صنعتوں کا لاک ڈاؤن، آمدنی کا ذریعہ رک جانا، اجیر حضرات کو تنخواہیں دینا اور لوگوں کا باہمی تعاون نہ ہونے کے سبب بہت سارے معاشی مسائل نے جنم لیا۔ مگر اسلام وہ واحد مذہب ہے جس کے اندر انسان کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن و سنت نے زندگی گزارنے کے تمام اصول واضح کر رکھے ہیں۔ بس ان کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کے معاشی نظام کے تمام اصول واقدار میں قرآن وسنت پر عمل کرنا لازمی امر ہے۔ اور اسکے یہی خصائص اسے دنیا کے بقیہ تمام نظاموں سے ممتاز رکھتے ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر آسانی و تنگی میں مسلمانوں کے لیے واضح تعلیمات رکھتا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے اصول وضوابط طے کر رکھے ہیں اور اس میں ہر شعبہ ہائے زندگی جن میں معیشت بھی شامل ہے کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کاروباری بندش کی وجہ سے آجر کو درپیش معاشی مسائل کا احاطہ کیا جائے گا اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

آجر کا معنیٰ و مفہوم

آجر عربی زبان کا لفظ ہے۔ آجر کو مستاجر بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کسی سے اجرت پر کام لینے والا۔ اسی مفہوم میں کارخانہ دار یا جو شخص کسی پیشے میں سرمایہ لگائے، آجر کی تعریف میں داخل ہے۔[1] اہل علم آجر کے لیے مستاجر (کسی کو محنت کے بدلے اجرت دینا)، اور مواجر (کسی سے کرایہ کی وصولی کرنے والا) کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں۔[2] قرآن کریم میں سورہ الکہف میں بھی اجرت کا تذکرہ فرمایا گیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ

السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار دیکھی تو حضرت خضرؑ نے اس دیوار کو دوبارہ سے مرمت کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس دیوار کو ٹھیک کرنے پر اجرت طلب کر سکتے تھے۔[3] یہ باب استفعال کے وزن پر ہے اس کے اصلی معنی ہیں کسی بھی چیز کو اجرت پر طلب کرنا دوسرے لفظوں میں یہ کسی کو اجرت پر رکھ لینے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔[4] القاموس کے مطابق خدمت لینے والے یا نوکر رکھنے والے کو آجر کہا جاتا ہے۔[5]

فقہی اصطلاح میں کام لینے والے یا کارخانہ دار کو آجر یا مستاجر کہا جاتا ہے۔[6] مولانا تقی عثمانی نے معاشی اصطلاح میں آجر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ جو شخص نفع ونقصان کے خطرے کی ذمہ داری لیتے ہوئے پیداواری عوامل (سرمایہ، محنت اور زمین) کو یکجا کرنے کا ذمہ اٹھائے اسے آجر (Enterpreneur) کہتے ہیں۔ آجر کو منتظم (Organizer) بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ کاروبار کے تمام انتظامات کرنے والا ہوتا ہے۔[7]

لاک ڈاؤن کا مفہوم

لاک ڈاؤن کا مطلب ہے بند کر دینا۔ معیشت کی اصطلاح میں لاک ڈاؤن سے مراد ہے کاروبار کا بند کر دینا۔ ناگہانی صورتحال میں حکومتیں لاک ڈاؤن کا فیصلہ کرتی ہیں جن کا مقصد عوامی آمدورفت کو محدود کرنا ہوتا ہے۔ لاک ڈاؤن کی عموماً دو سطحیں ہوتی ہیں، مکمل اور جزوی لاک ڈاؤن۔ مکمل لاک ڈاؤن میں ہر طرح کی آمدورفت اور سرگرمیاں محدود کر دی جاتی ہیں اور یہ پابندیاں تمام ملک پر لاگو ہوتی ہیں جب کہ جزوی لاک ڈاؤن میں صرف زیادہ متاثرہ شہروں یا علاقوں کو مختلف سرگرمیوں کے لئے بند کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سموگ کی وجہ سے لاہور سمیت پنجاب کے 10 اضلاع میں سموگ کی بگڑتی صورتحال کے پیش نظر نومبر 2022 کے تیسرے ہفتے میں سمارٹ لاک ڈاؤن کا نفاذ کر دیا گیا۔ سمارٹ لاک ڈاؤن کے تناظر میں لاہور سمیت پنجاب کے 10 اضلاع میں جمعہ اور ہفتہ کو تعلیمی ادارے بند رہے، ان اضلاع میں لاہور، ننکانہ صاحب، شیخوپورہ، قصور، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ نارووال، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین شامل ہیں، محکمہ سکول وہائر ایجوکیشن نے چھٹیوں کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ مزید براں پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا کہ مارکیٹیں تین بجے کھلیں گی جبکہ اتوار کو کاروبار مکمل بند ہو گا، لاہور میں مال روڈ پر اتوار کے روز گاڑیوں کا داخلہ بند ہو گا جبکہ صرف سائیکلنگ کی اجازت ہو گی۔[8]

اس سے پہلے 2019 میں کرونا وباء کی وجہ سے پوری دنیا لاک ڈاؤن کا شکار رہی۔ پاکستان میں بھی پہلے پہل مکمل لاک ڈاؤن کیا گیا جب کہ بعد ازاں سمارٹ لاک ڈاؤن کی حکمت عملی اپنائی گئی۔ صنعت کاروں کے مطابق مکمل لاک ڈاؤن معیشت کے لیے بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ دنیا میں اس خطرناک وائرس کی وجہ سے لاک

ڈاؤن ہوئے جو پاکستان کے لیے بھی خطرناک ہیں کیونکہ ہمارے پیداواری شعبے کا زیادہ تر خام مال بیرونی دنیا سے درآمد کیا جاتا ہے اور اس کی رسد اس وقت مسائل کا شکار ہے۔

لاک ڈاؤن کی وجہ سے بیرونی دنیا سے خام مال کی رسد متاثر ہو رہی ہے تو وہیں مقامی مارکیٹ میں بننے والا خام مال بھی مہنگے داموں مل رہا ہے۔ معیشت میں گراوٹ لوگوں کی قوت خرید کو بھی متاثر کرتی ہے اس لیے طلب نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار کم کر دی جاتی ہے جو ملک کی مجموعی معاشی ترقی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کورونا کی تیسری لہر نے کاروبار کو کچھ حد تک محدود کیا جس کی وجہ سے ملک کے مختلف حصوں میں سمارٹ لاک ڈاؤن کی پالیسی کے تحت دو دن کاروبار بند کیا جاتا رہا ہے۔

لاک ڈاؤن کے اثرات اس وقت شدید ہوتے ہیں جب حکومت یکطرفہ فیصلہ کر کے اسے صنعت و تجارت کے شعبوں پر تھوپ دیتی ہے۔ اگر حکومت مکمل لاک ڈاؤن کی طرف جاتی ہے تو لازمی طور پر پیداواری شعبہ تو متاثر ہو گا لیکن اس کے ساتھ عام مزدور اور دیہاڑی دار طبقہ شدید مشکلات کا شکار ہو گا۔

انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن (آئی بی اے) میں معیشت کے استاد صائم علی نے کہا کی دنیا بھر کی طرح پاکستان بھی کورونا وائرس کی وجہ سے متاثر ہوا ہے اور ابھی معاشی سرگرمی کورونا وائرس کی وبا کے پھوٹنے سے پہلے کی سطح تک نہیں پہنچی تھی کہ ملک میں اس وائرس کی تیسری لہر نے معیشت اور کاروبار کو متاثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ ماہر معیشت ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایک سخت لاک ڈاؤن کی صورت میں معیشت اور کاروبار لازمی طور پر متاثر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے پیداواری عمل بہت زیادہ نیچے چلا جاتا ہے۔[9]

کرونا وبا کے آغاز میں حکومت نے قبل از وقت اقدام کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ایران سے اپنی سرحدوں کو بند کیا بلکہ چین کے ساتھ بھی جزوی طور سے فضائی آمد و رفت کو منقطع کیا، حتّٰی کہ پاکستانی طالب علموں کو بھی پاکستان واپس آنے سے روک دیا گیا جو کہ اس قسم کے حالات میں واحد اور بہترین حل ہو سکتا تھا۔ اسکول کالجز اور یونیورسیٹیز بند کر دیئے گئے، جو کچھ دنوں کے اندر مکمل لاک ڈاؤن میں تبدیل ہو گئی۔ اگرچہ اس پہ سیاسی و غیر سیاسی تنظیمیں یہ سوال بہر طور اُٹھاتی رہیں کہ اگر لوگوں کو گھروں میں بند کر دیا گیا تو دیہاڑی دار طبقے کا کیا ہو گا۔

تاہم پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک کیلئے لاک ڈاؤن بہ نسبت ترقی یافتہ ممالک کے آسان ثابت ہوتا ہے۔ پاکستان کے عوام گزشتہ ستر سالوں میں بے شمار اندرونی خلفشار اور بیرونی انتشار سے نبرد آزما ہوتے رہے ہیں۔ پے در پے سیاسی و لسانی ہنگامے، جنگیں اور ہڑتالیں، کرفیو وغیرہ کی وجہ سے یہاں کے عوام اس قسم کی بندشوں کے عادی ہیں۔ جیسا کہ اوپر اس بات کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ لاک ڈاؤن میں اصل معاشی دھچکا غریب طبقہ کو لگتا

ہے، خصوصاًیومیہ اجرت پہ کام کرنے والے جنہیں عرفِ عام میں دیہاڑی دار بھی کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لاک ڈاؤن ہو گا تو وہ کمائیں گے کہاں سے اور کھائیں گے کیا؟ اس سوال کا جواب ہر با ضمیر شخص بالعموم اور حکومتی عہدیداران و شہری انتظامیہ کے لیے بالخصوص دینا انتہائی ضروری ہے۔ رعایا حکومت کی اولاد کی طرح ہوتی ہے اور ہر اچھے برے حالات میں یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ رعایا کی ضرورتوں کا ہمہ وقت خیال رکھے۔

لاک ڈاؤن کے معاشی نقصانات

لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہونے والے معاشی نقصانات ء میں پھوٹنے والی کرونا وبا نے ملک کے آجر طبقہ کو کس حد تک معیشت میں نقصان پہنچایا اور اس کے ان کے کاروبار اور ان کی زندگیوں پر کیا اثرات پڑے۔ ان سب کا جائزہ لینے کے لیے سیالکوٹ کی مختلف صنعتوں کا سروے کیا گیا جو مختلف اقسام سے تعلق رکھتی تھیں۔ جس سے یہ ثبوت ملا کہ اس عالمی وبا نے پوری دنیا کے معاشی نظام کے بنیادی ستونوں کو جڑوں سے ہلا کر رکھ دیا جسکی وجہ سے صنعت کاروں کو انتہائی مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اور نظام معیشت کو وسیع پیمانے پر اقتصادی مصائب سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ ذیل میں چند ایک نقصانات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

آمدورفت میں رکاوٹ:

کرونا وبا کی وجہ سے حکومت کی طرف سے لاک ڈاؤن کرنا پڑا جسکی وجہ سے لوگوں کو آمدورفت میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جو کہ ملکی معیشت کے لیے بہت بڑے نقصان کا باعث بنی اور بالخصوص آجر حضرات کو بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ ان حالات میں نہ تو ملازمین فیکٹریوں میں پہنچ سکے اور نہ ہی مال بروقت لایا اور پہنچایا جاسکا۔

آمدنی میں کمی:

لاک ڈاؤن کی بدولت صنعتی ادارے بند ہونے کی صورت میں آجر حضرات کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے ان کی آمدنی میں اس قدر کمی واقع ہوئی کہ ان لوگوں کو اپنے اخراجات اسی نارمل روٹین کے ساتھ پورے کرنے میں کافی دشواری اٹھانا پڑی۔ اس کمی کی وجہ سے صنعتی مالکوں کو کافی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

اجرت کی ادائیگی میں تاخیر وعدم ادائیگی:

کرونا وبا نے ملکی معیشت کو اس حد تک متاثر کیا کہ ان دنوں آجر حضرات کو اجرت کی ادائیگی جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معاملے میں انہیں بہت مشکلات جھیلنا پڑیں کیونکہ جن آجر حضرات نے ان حالات میں اجرت کی ادائیگی کی ان کے لیے ان دنوں وہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مگر اجرت کے معاملے میں اسلام ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ جب بھی کسی شخص کو مزدوری پہ رکھا جائے تو سب سے پہلے اسکی اجرت کا تعین کر لیا جائے۔ تاکہ بعد میں اجرت کو لیکر کسی بھی معاملے میں بدمزگی نہ پیدا ہو۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو اجیر کی اجرت متعین کرنے کے ساتھ اسکی ادائیگی وقت پر کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اجیر کو اسکی اجرت تاخیر سے ادا کی جائیگی تو اسے مالی طور پر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے اسلام میں مزدور کی مزدوری کو تاخیر سے ادا کرنا کسی ظلم سے کم نہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مالدار کا مالدار ہونے کے باوجود دوسروں کا حق ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے"(10)

کرونا وبا کی وجہ سے صنعتی مالکان کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر اکثریت نے اپنے ملازمین کو وہ تنخواہیں ادا کیں جن کا تعین پہلے سے ہو چکا تھا۔۔ اس حوالے سے حضرت عطاء سے روایت ہے:

"حضرت ابن جریج نے کہا: کہ میں نے حضرت عطا سے پوچھا میں ایک غلام ایک سال کے لیے صرف خوراک کی شرط پر نوکر رکھنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں بس نوکر رکھتے وقت جو شرط لگالیں وہ درست ہے"(11)

اس مشکل وقت میں ان کے لیے تنخواہیں ادا کرنا آسان کام نہیں تھا مگر ہمارا مذہب بھی ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ مزدور کو اسکی تعین کی گئی اجرت اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنی چاہیے اور جان بوجھ کر حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا اسلام کے نزدیک ظلم کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

سرمایہ کی قلت:

وبائی دورانیہ میں صنعت کاروں کی معاشی حالت اس قدر ناگزیر ہو گئی تھی کہ قلت سرمایہ کے سبب دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر قرض لینا پڑا مگر موجودہ دور میں کسی مجبور ولاچار انسان کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے قرض کی یہی صورت ہے کہ اسے سود پر ہی قرض لینا پڑتا ہے۔ جبکہ اسلام وہ دین ہے جو سود کے خلاف ہے اور قرض حسنہ کا درس دیتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں قرض حسنہ کو بہت فضیلت حاصل ہے:

"حضرت انس بن مالک سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے معراج کے وقت جنت کے ایک دروازے پہ یہ لکھا ہوا پایا صدقہ کرنے کا اجر دس گنا زیادہ ہے اور قرض دینے کا اجر اٹھارہ گنا زیادہ، اس پر میں نے جبرائیلؑ سے سوال کیا قرض کا اجر صدقہ سے زیادہ کیوں ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا سائل اس حال میں ہاتھ پھیلاتا ہے کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے مگر قرض لینے والا انتہائی ضرورت کے وقت قرض مانگتا ہے"[12]

مطلب کہ قرض مانگنے والا شدید ضرورت کے وقت قرض لیتا ہے اور لینے کے ساتھ اسے واپس لوٹانے کی بھی فکر ہوتی ہے۔ جبکہ دیکھا جائے تو سائل کو واپس لوٹانے کی فکر نہیں ہوتی۔ اس لیے صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرورت مند کو قرض حسنہ دے کر اس کی پریشانی کم کرنے میں اسکی مدد کریں۔ اس کے ساتھ قرضدار کو واپسی قرض میں جہاں تک ممکن ہو مہلت بھی دینی چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ"[13]

"اور اگر قرض دار تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو، اور اگر تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔"

نظام معیشت ہو یا کوئی بھی باہمی لین دین سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے معاملات طے کرتے ہوئے نرمی اختیار کی جائے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص خریدتے، بیچتے یا کسی قسم کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔"[14]

مندرجہ بالا آیت اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو حکم دیتا ہے اگر قرض لینے والا زیادہ ہی مجبور و لاچار ہے تو اسے حالات کشادہ ہونے تک قرض لوٹانے میں مہلت دی جائے اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ اختیار کیا جائے اور اگر کسی کو قرض معاف کر دیا جائے تو اس کام کا اللہ کریم کے پاس اجر عظیم ہے۔

اسلام نے جہاں قرض حسنہ کی فضیلت، تنگدست مقروض کو مہلت اور باہمی لین دین میں نرمی کا حکم دیا ہے تو دوسری جانب قرضدار کو بھی بہترین طریقے سے اسکی ادائیگی کی تعلیمات دی ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

"فان من خیرکم احسنکم قضاء"(15)

"پس تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے قرض کی ادائیگی اچھے طریقے سے کرے۔"

جس طرح احسن طریقے سے قرض کی ادائیگی کرنے والے کو آپ ﷺ نے بہترین انسان قرار دیا ہے ویسے ہی مقروض کو جان بوجھ کر بروقت ادائیگی نہ کرنے پر عذاب الٰہی کی وعید بھی سنائی ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

"یغفر للشھید کل ذنب الاالدین"(16)

"قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

کرونا وبا کی وجہ سے صنعتی کاروبار بند ہو جانے کی صورت میں آجر طبقہ کی ایک کثیر تعداد کو سرمایہ قلت کے سبب قرض لینے اور دینے کے مسائل سے دوچار ہونا پڑا، لیکن آئندہ کسی بھی ہنگامی صورتحال میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سرکاری و غیر سرکاری سطح پر اگر قرض حسنہ کی فراہمی کو فروغ دیا جائے اور مقروض بھی احادیث نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے اخلاقی تعلیمات کو مد نظر رکھے تو لوگوں کو مالی مشکلات سے لڑنے کے لیے ایک دوسرے کا ساتھ اور باہمی تعاون و خیر خواہی میسر ہو سکتی ہے جو کسی بھی بڑی سے بڑی آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

ایثار و قربانی:

وبائی دورانیہ میں جن آجر حضرات کو بہت زیادہ مشکل حالات سے گزرنا پڑا انہیں اگر انکے عزیز و اقارب اور دوست احباب کی جانب سے تعاون و مدد میسر ہوتی تو ان کے لیے ان مشکل حالات سے لڑنا کسی حد تک آسان ہو سکتا تھا۔ مگر مدد کرنے کے معاملے میں اکثر لوگوں نے خود غرضی اور لاتعلقی کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ایسا معاشرہ قائم کرنے پر زور دیتا ہے جس کی بنیاد ہی باہمی تعاون، انصاف اور اعتماد پر ہو جس کی رگ رگ میں شفقت، ایثار اور محبت رچی بسی ہو اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر صورت میں یہی درس دیتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کی جائے کیونکہ ایک خوشحال معاشرے کی بقا اور ترقی ہی باہمی تعاون اور باہمی امداد پر منحصر ہے اسلامی تعلیمات انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا رشتہ مضبوط کرنے پر زور دیتی ہیں۔

اسلام ہی وہ دین ہے جس کا مقصد معاشی حالت کی بہتری، غربت کا خاتمہ، محتاج اور ضرورت مندوں کو فقر و فاقہ سے بچانا اور انکی ضروریات کو پورا کرنا ہے در حقیقت انسان خود اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے مگر جب وہ خود اس قابل نہ ہو اور اپنے معاملات میں لاچار ہو جائے تو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسکا تعاون

اور اسکی مدد کرنا اسلام نے صاحب حیثیت پر فرض قرار دیا ہے جن میں دوست احباب اور عزیز واقارب بھی شامل ہیں۔ تعاون کی اہمیت پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"[17]

"اور مدد کرو آپس میں نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں۔"

"فرمان نبوی ﷺ ہے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت بر لاتا ہے تو اللہ کریم اس کی حاجت بر لاتا ہے اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ کریم قیامت کے دن اسکی مصیبت کو دور فرمائے گا"[18]

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

"کسی مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور کسی قرابت دار یا رشتہ دار پر خرچ کرنا صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ بھی"[19]

قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق معاشرہ ایک جسم کی مانند ہے جو باہمی تعاون، محبت، امن اور رواداری پر قائم ہے جس میں بھلائی، نیکی، مصیبت زدہ کی دستگیری اور دادرسی کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ ہر انسان دوسرے انسان کا مددگار ومعاون بن سکے۔ چنانچہ جب باہمی تعاون قرآن وسنت کی روشنی میں اور اسکی تعلیمات کے مطابق ہو گا تو امت مسلمہ کا ہر فرد چاہے وہ کسی بھی کام سے منسلک ہو سب کی بنیادی خواہشات پوری ہو سکیں گی۔ اسلامی معاشرہ کو باہمی تعاون کے اصولوں پر کھڑا کرنے کے لیے اسلام نے خاندان اور معاشرے کے افراد کے مابین یک جہتی اور تعاون کا آغاز کیا ہے اور حقوق وفرائض کی بنیاد محبت اور صلہ رحمی پر رکھی ہے کیونکہ کسی بھی خاندان اور معاشرے کے درمیان محبت اور تعاون کا وجود ہونا لازمی امر ہے۔

معاشی مسائل سے نمٹنے کے لیے اسلام کی اخلاقی تعلیمات

1۔ صبر واستقامت:

اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر کسی علاقے یا قوم میں کوئی وبائی بیماری پھوٹ پڑے تو اس علاقے کے رہائش پذیروں کے لیے احکام الگ ہیں جبکہ باہر سے آنے والوں کے لیے الگ۔ دوسرے علاقوں سے آنے والوں کے لیے حکم ہے کہ وہ احتیاطا اس قوم یا علاقے کی طرف نہ جائیں اور وہاں کے باسیوں کو وہاں سے باہر نہ جانے کی تاکید کی جاتی ہے۔

چاہے کسی بھی قسم کی آزمائش ہو پھر وہ وبائی مرض کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح کی ہمارا مذہب ہر حال میں صبر سے کام لیتے ہوئے اس سے بچنے کے اسباب اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ کسی بھی وبائی دور کا مقابلہ کسطرح کرنا

ہے اس کی عملی تصویر تب دکھائی دیتی ہے جب مسلمانوں میں طاعون جیسی وبا پیدا ہوئی اور مسلمانوں نے اس سے بچاؤ کے لیے کیسے اسباب اختیار کیے اس حوالے سے احادیث مبارکہ میں مکمل طور پر راہنمائی ملتی ہے:

"خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا طاعون ایک گندگی ہے تم سے پہلے لوگوں کو جو عذاب دیا گیا یہ اس کا بچا ہوا حصہ ہے جب کسی علاقے میں طاعون جیسی وبا پھیل جائے تو اس علاقے سے ہرگز نہ نکلو اور اگر یہ معلوم ہو کہ کسی علاقے میں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو اس علاقے کی طرف مت جاؤ۔"(20)

ایک اور حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاک ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جس پہ چاہے اسے بھیجتا ہے۔ اللہ کریم نے اسے مومنوں کے لیے رحمت بنایا ہے۔ جس علاقے میں طاعون کی وبا پھیلے اور وہاں کے لوگ صبر کرتے ہوئے اس ایمان کے ساتھ اسی مقام پر ٹھہرے رہیں کہ انہیں انکی تقدیر میں لکھے کے مطابق ہی تکلیف پہنچے گی تو اس صبر کے بدلے انہیں ایک شہید جتنا ثواب ملے گا(21)

ان احادیث مبارکہ سے جو بھی تعلیمات ملتی ہیں ان کے مطابق کسی بھی وبائی دورانیہ میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہوئے ایسے اسباب اختیار کرنے چاہییں جس سے وبا کو جلد سے جلد کنٹرول کیا جا سکے۔

کرونا وبا بھی ایک ایسی آزمائش بن کر سامنے آئی جس نے نظام زندگی کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کا آپس میں میل ملاقات کرنا محال ہو گیا اور ذرائع آمدورفت بھی روک دی گئی جس کی وجہ سے لوگوں کو کاروباری نقصان سے دوچار ہونا پڑا مگر جب اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لاک ڈاؤن جیسے فیصلے میں اسلامی نقطہ نظر سے بہتری ہی پائی جاتی ہے جس پر صبر کرتے ہوئے عمل کرنا لازمی امر ہے۔

2۔ ارتکاز دولت کا خاتمہ:

معاشی مسائل سے نمٹنے کے لیے اسلام ہمیں کچھ اخلاقی اصول دیتا ہے جن کو مد نظر رکھ کر قدرتی آفات یا عام حالات میں پیدا ہونے والے معاشی بحران کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ارتکاز دولت بہت سے مسائل کی وجہ بنتا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ کرونا وبا کے دنوں میں صنعتی مالکین کو خام مال ملنا بند ہو گیا یا پھر اسکی قیمتیں اسقدر بڑھا لی گئیں کہ اسکا حصول ناممکن نظر آنے لگا۔ اسلام میں گردش دولت کے حوالے سے تعلیمات موجود ہیں۔ گردش دولت کا ملکی معیشت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسلام بھی یہی حکم دیتا ہے کہ جائز طریقوں سے کمائی گئی دولت کو جمع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دولت کی تقسیم میں توازن برقرار نہیں رہتا اور دولت کی گردش رک جاتی

ہے اگر لوگ ارتکاز دولت کے ذریعے ایک دوسرے پر ظلم کریں گے تو اس سے ملک کا پورا معاشی نظام متاثر ہو گا اس پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ "[22]

"تاکہ دولت صرف انہیں لوگوں میں نہ گردش کرتی رہ جائے جو تم میں مالدار ہیں۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے ذریعے یہ پیغام پہنچایا ہے کہ اگر نظام معیشت کو درست رکھنا ہو یا معاشرہ میں معاشی نظام کو ہموار رکھنا ہو تو دولت کو صرف اپنے پاس جمع رکھنے کے بجائے اسے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق خرچ کرنا ہو گا۔ کیونکہ وہ ممالک جہاں دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہو وہاں کا معاشی و معاشرتی نظام بگڑ جاتا پس ملک کے معاشی حالات بہتر بنانے کے لیے جہاں تک ہو سکے اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی ضرورت ہے۔

3۔ قناعت:

کرونا وبا کے وجہ سے غریب طبقہ تو ایک طرف امیر لوگوں کے بھی معمولات زندگی بدل گئے کیونکہ بوجہ وبا ملکی معیشت کو بہت نقصان پہنچا۔ نہ صرف مزدور لوگ بیروزگار ہوئے بلکہ صنعتی مالکین کو بھی بہت سارے معاملات میں بھاری قیمت چکانی پڑی اور کاروباری منافع میں واضح کمی آنے کی وجہ سے انہیں بھی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کو حالات میں ذرا سی اونچ نیچ ہونے پر زیادہ پریشانی کا سامنا تب کرنا پڑتا ہے جب اس کے اندر زیادہ سے زیادہ مال اکٹھا کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور جب لوگ اپنی زندگیوں کو عالی شان طور طریقوں پر گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور اگر کبھی حالات میں تنزلی آجاتی ہے تو پھر اس سے ان مشکل حالات میں کم وسائل کے ساتھ گزارا کرنا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لیکن اسلام اپنے پیروکاروں کو قناعت اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے جسکا مطلب ہے انسان کو جتنا میسر ہو اسی پر صبر شکر کرتے ہوئے گزارا کرے اور اپنی بے جا خواہشوں پر قابو پائے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، نبی کریمؐ نے فرمایا کثرت مال سے تونگری (امیری) نہیں ہوتی بلکہ تونگری (امیری) تو دل کی بے پرواہی کا نام ہے"[23]

ایک اور جگہ فرمایا:

"اس کے لیے خوشخبری ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اسی پر اس نے صبر کیا"(24)

رزق اور دولت آنے جانے والی چیز ہے اور اس سے دل لگانا بیوقوفی ہے انسان کی زندگی میں مختلف حالات کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے کبھی بھی انسان معاشی طور پر پسماندہ ہو سکتا ہے اس لیے اسے اپنی زندگی کو گزارنے کے لیے ہمیشہ ہی اسلام کے دیے گئے درس پر غور کرنا چاہیے۔ جب مومن کو قناعت جیسا خزانہ مل جاتا ہے تو پھر وہ صرف اتنی مقدار تک خود کو محدود رکھتا ہے جتنی سے اسکی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں۔ قناعت انسان کو کم پر بھی صبر کرنا سکھاتی ہے اور ایک صابر انسان کسی بھی طرح کے معاشی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

4۔ فضول خرچی کی ممانعت:

اسلام کسی صورت بھی فضول جگہوں پر اندھا دھند خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس نے ہر چیز کے لیے حدود مقرر کی ہوئی ہیں تا کہ انہی حدود کے اندر رہتے ہوئے انسان اپنی زندگی کو پر امن طریقے سے گزار سکے۔ اور اسے کسی بھی سانحاتی صورت میں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اسلام فضول خرچی کی سخت ممانعت کرتا ہے اور اعتدال کو پسند فرماتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اور تم حد سے نہ بڑھو، بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"(25)

ایک اور جگہ فرمایا:

"اور نہ تم فضول خرچ کرو کہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"(26)

کرونا وبا کے دنوں میں ان لوگوں کو بہت تکلیف اٹھانا پڑی جن لوگوں کے اندر فضول خرچ کرنے کی عادت پائی جاتی ہے کیونکہ ایک فضول خرچ انسان کبھی بھی آنے والے برے اوقات کا نہیں سوچتا اور نہ ہی اعتدال پر چلتے ہوئے اپنے لیے کچھ بچا کر رکھتا ہے۔ اسلام ایک مثالی اور خوشحال زندگی گزارنے کا سبق دیتا ہے اگر مسلمان ہونے کے ناطے ہی ہم ان تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دیں تو پھر حالات چاہے کیسے بھی ہو جائیں وبائیں اور مختلف آفات کتنی بھی آجائیں ہم ان کا مقابلہ آسانی سے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کر سکتے ہیں۔

لیکن جب ہم اسلامی نقطہ نظر سے نظام معیشت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری بہت ساری پریشانیوں کا اسی میں سے حل مل جاتا ہے اسلام کے معاشی نظام کی پہلی خاصیت ہی یہ ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ"(27)

"جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کے لیے ہے۔"

وہی ہر شے کا مالک ہے اسی ذات پاک نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور تمام جہانوں پر اسی کی ملکیت ہے اور پھر انہیں انسان کے لیے مسخر کر دیا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے اصولوں کے مطابق ان چیزوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس جہان کی تمام مخلوقات کا رازق ہے۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ"(28)

"کہہ دیجیے کہ میرا رب ہی ہے جو اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے رزق کو کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو پس وہ اسی کا بدلہ دیتا ہے اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے۔"

پس اچھے اور برے حالات سب اللہ کی طرف سے ہیں اور وہی ذات پاک ہے جو کسی بھی وقت انسان کی روزی کو کھول دیتا ہے اور کسی بھی وقت اسے تنگ کر دیتا ہے۔ اس لیے کسی بھی آزمائش کی گھڑی میں انسان کو اللہ تعالیٰ کے کیے پر شکر گزاری کرتے ہوئے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ جب انسان یہ سوچ لے کہ اس مالک نے جتنا رزق قسمت میں لکھا ہے وہ ہر صورت مل کر رہے گا تو بہت سی پریشانیوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

آمدنی نہ ہونے یا اس میں کسی بھی وجہ سے کمی آنے کی وجہ سے انسان کی زندگی حرکت سے خالی ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایک جسم کی مانند ہے اگر جسم کو حرکت نہ دی جائے تو وہ سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے اور اسطرح چھ سے سات افراد کو سہارا دینے والا واحد ذریعہ خود سہاروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اور مایوسی کا شکار ہونے لگتا ہے مگر کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہوتا جسکا تدارک نہ کیا جا سکے۔ اس مسئلے کا بہترین حل سیرت رسول ﷺ میں موجود ہے جسے قرآن کریم نے اسوہ حسنہ کا نام دیا ہے جو ہر انسان چاہے وہ معیشت دان ہو یا سیاستدان یا پھر صنعتکار و تاجر ہر ایک کے لیے امید کی کرن لے کر آتا ہے۔

حضور کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کو دیکھیں تو صبر واستقامت کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں شعب ابی طالب میں محصوری جو ایسا معاشرتی مقاطعہ تھا جہاں پر بھوک کو مٹانے کی خاطر پیٹ پر چمڑا یا کھجور کے تنے کو باندھنا پڑتا اور بعض اوقات درختوں کی جڑوں کو چبانا پڑتا مگر آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر اور شکر سے کام لیا۔[29]

نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر موقع پر صبر واستقامت کا بے مثال نمونہ پیش کیا اور اس کے لیے آپؐ صحابہ کرام (رضی اللہ علیہم اجمعین) کو دعا بھی سکھایا کرتے تھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

"اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد"[30]

"اے میرے رب میں تجھ سے رشد وہدایت میں عزیمت اور معاملات میں ثابت قدمی کے لیے دعا گو ہوں۔"

دعاؤں کے ساتھ ساتھ ان مشکل حالات سے بچنے کے لیے رسول کریم ﷺ نے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کئی طرح کی ترغیبات سے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

ایک حدیث جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک آدمی جس نے آپ ﷺ کے آگے دست دراز کیا، آپؐ نے پوچھا تمہارے گھر میں کونسا سامان موجود ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا ایک پیالہ اور ایک کمبل ہے آپؐ نے اسے وہ چیزیں لانے کو کہا اور اس آدمی نے وہ لا کر پیش کر دیں ، آپؐ نے وہ چیزیں نیلام کیں اور دو درہم میں فروخت کر دیں اور وہ ادنیٰ سی رقم اس انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا ایک درہم سے اپنے گھر میں سامان لے جاؤ اور ایک کا کلہاڑا خریدو اور اس سے لکڑیاں کاٹ کر بیچا کرو اور اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالو۔[31]

المختصر صبر واستقامت اور دعا کے ذریعے اللہ کی مدد طلب کرنا اور کسی بھی ناگہانی آفت کی بدولت کاروبار بند ہونے کی صورت میں حصول رزق کے لیے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کے بجائے کسی بھی طرح کی محنت سے عار محسوس نہ کرنا ہی اسلام سکھاتا ہے۔ دو چیزوں پر انسان کا کمال منحصر ہے پہلا یہ کہ وہ مضبوط قوت ارادی رکھتا ہو اور دوسرا یہ کہ اس پر ثابت قدم رہنے کی طاقت ہو اگر ان میں سے ایک بھی چیز میں کمی آجائے تو کمال پر حرف آ جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس قوت ارادی تو کمال کی ہو مگر اس پر ثابت قدمی کی طاقت نہ ہو تو کوئی بھی کام پایہ

تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا ان حالات میں انسان کو چاہیے کہ وہ ہر طرح کے ڈر اور خوف کو اپنی زندگیوں سے مٹاتے ہوئے کاروباری اتار چڑھاؤ سے اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے نمٹنا سیکھے۔

نتائج بحث

آجر حضرات کو کرونا وبا کے دوران جن معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان کے متعلق قرآن و سنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں فرماتا جس کا حل موجود نہ ہو۔ کرونا وبا کے سبب حکومت کی جانب سے جو لاک ڈاؤن لگایا گیا اس کی بدولت ذرائع آمد و رفت روک دی گئی اور صنعتی ادارے بھی بند کر دیے گئے جس کی وجہ سے آجر طبقہ کو کاروباری نقصان سے دوچار ہونا پڑا تاہم ان کی آمدنی میں بہت کمی آئی جس نے ان کو مالی مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ مگر دینی تعلیمات پر نظر دوڑائی جائے تو ان کے مطابق بھی وبائی علاقہ میں جانے اور وہاں سے آنے کو منع کیا گیا ہے۔ جب انسان یہ سوچ لے کہ ہر چیز اسی مالک کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی پوری کائنات کو رزق دینے والی ذات پاک ہے جسے چاہے کم عطا کرے اور جسے چاہے زیادہ سے نواز دے، بس اچھے اور برے حالات صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش میں آتے ہیں تو کافی حد تک اسکی پریشانی کم ہو جائے۔ ایسے حالات میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے سبق حاصل کرنا ہو تو شعب ابی طالب کی محصوری ایک اعلیٰ مثال ہے جب آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے ان حالات میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ عام حالات میں بھی آپؐ اگر کسی بیروزگار کو دیکھتے تو اسے یہی تلقین کرتے کہ جو تمہارے پاس اثاثہ ہے اسی کو بروئے کار لاتے ہوئے کوئی نا کوئی کام شروع کرو تا کہ عزت کے ساتھ اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پال سکو، اور کام میں ثابت قدم رہنے کے لیے آپؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو دعائیں بھی سکھاتے، مگر دوسری صورت میں باہمی تعاون کا بھی حکم دیتے۔ کرونا وبا میں صنعتی مالکان کو اجرت کی ادائیگی کا ایک اہم مسئلہ رہا جبکہ اسلامی تعلیمات اجرت کا تعین کام شروع کرنے سے پہلے کرنے کا سبق دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپؐ نے اس میں بلاوجہ تاخیر سے بھی منع فرمایا ہے۔

مزید براں عزیزوں اور دوست احباب پر بھی لازم ہے کہ وہ مصائب و آلام میں ایک دوسرے کی مدد کریں جو کئی طریقوں سے ہو سکتی ہے جن میں بہترین طریقہ قرض حسنہ ہے۔ جسطرح اسلام میں مقروض کو آسانی تک مہلت دینے یا پھر صدقہ کرنے کا بہت اجر ہے اسی طرح قرض لینے والے کو بھی طے شدہ معاملات کے مطابق ادا کرنے کا حکم ہے نیز نظام معیشت ہو یا کوئی اور باہمی معاملات سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلام نرمی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور کمزور کی دستگیری، ناداروں اور محتاجوں کی دادرسی کا حکم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے ذریعے یہ پیغام پہنچایا ہے کہ معاشی نظام کو ہموار رکھنے کے لیے دولت کو صرف اپنے

پاس جمع رکھنے کے بجائے اسے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔ تاہم اسلام فضول خرچ کرنے سے منع کرتا ہے اور قناعت کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے کیونکہ قناعت انسان کو کم پر بھی صبر کرنا سکھاتی ہے اور ایک صابر انسان کسی بھی طرح کے معاشی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اسلامی مذہب عالمگیر جامعیت کے ساتھ ساتھ تمام شعبہ کائنات کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کی ہمت بھی دیتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ندوی، مولانا مجیب اللہ، **اسلامی قانون محنت واجرت** (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1985ء)، 12

Nādvī,molāna mujēēb ūllah, *Islamī qānon mehnāt-o-ūjrat* (lahorē: mārkāz-e-tehqeēq diyal Sīngh trust librāry,1985),12

[2] قریشی، طفیل احمد، **اقتصادی مسائل اور ان کا حل** (اسلام آباد: پورب اکادمی، 2005ء)، 57

Qurēshi,tūfail Ahmad,*īqtāsadi msāil aur ūn ka hāl* (islamabad:poorab acādēmy,2005),57

[3] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2018ء)، 3/43

Alāzharī,peēr Mūhammad karām shah, *ziā ul Qūran* (lahorē:zīa ul Qūran publicātions,2018), 3:43

[4] راغب اصفہانی، **مفردات القرآن** (بیروت: الدار القلم الدار الشامیہ، 1412ھ)، 1/65

Raghīb asfahāni, *mufrdāat ul Qūran* (baīroot:al-dāar āl-qalam al-dar al-shāmīya,1412)1:65

[5] قاسمی کیرانوی، **القاموس الوحید**، 111

Qasmī kaīrānvi, *al-qāmoos āl-wahēed*,111

[6] مولانا مجیب اللہ ندوی، **اسلامی قانون محنت واجرت**، 12

Molāna mujēeb ūllah nādvi, *Islami qanoon mēhnāt-o-ujrāt*,12

[7] عثمانی، مفتی محمد تقی، **اسلام اور جدید معیشت وتجارت** (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2003ء)، 57

Usmāni, muhāmmad taqī, *islām aūr jadēed muaishat-o-tījarat* (karachi: maktāba Mūarāf ul Qurān,2003),57

[8] https://urdu.dunyanews.tv/index.php/ur/Pakistan/772641, accessed on : 13-02-2023

[9] Ibid

[10] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاجارۃ، باب اثم من منع اجر الاجیر، رقم الحدیث: 2270

Al- Būkharī,*āl-jamēh al-sahīh*, kītab al-ājarāt, baab īsam mīn manā aajir alajēer, Hadith No:2270

[11] نسائی، احمد بن شعیب بن یحییٰ بن سنان بن دینار، **السنن الکبریٰ** (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1421ھ)، کتاب الاحکام والمسائل فی مجرات، باب شروط منح الارض للزراعۃ واوراقھا: رقم الحدیث: 3892

Nisāi,Ahmād bin shāeēn bin sanāan bin dēnar, *al-sanān al-kūbrā* (baīroot ālrisālah,1421) kītab al-ēhkām wal-msāil fī mujārāat,baab shroot Mēnh al-ārdh līlzra'āt wa aūraqāha, Hadith No:3892

[12] ابو عبداللہ محمد بن یزید، **السنن** (ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، 2006ء)، کتاب الصدقات، باب القرض، رقم الحدیث: 2431

Ibn-ē majāh, Abū Abdūllah Mūhammād bin Yāzīd, *alsānān* (Riyād: Dārūl Salāām Wa Tāūzē, 2006), kītab āl-sdqāat,baab al-qārz,Hadith No:2431

[13] البقرۃ 2:280

Al-Baqārā 2:280

[14] ابن ماجہ، **السنن**، ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب السماحۃ فی البیع، رقم الحدیث: 2203

Ibn-ē majah,*āl-sanān*, kītāb al-tijārat, bāab alsmāhatā fi al-bēa, Hadtih No:2203

[15] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الہبۃ وفضلھا، باب ہبۃ المقبوضۃ، رقم الحدیث:2606

Al-Bukhari, *āl-jamēh al-sāhīh,* kitab al-hībah wa fadhlāha, baab hibā al-māqboozā, Hadith No:2606

[16] المسلم، ابو الحسن بن حجاج قشیری، **الجامع الصحیح**، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الذین، رقم الحدیث: 4883

Al- Mūslīm, Abū Al Hasān bin Hajjāj Qūshāirī, *āl-jamēh al-sāhīh*,kitāb āl-amāra, bāab mīn qatal fī sabēel Allah kāfarāt khatāyāh īllalazēen, Hadith No:4883

[17] المائدہ5:2

Al-Maīdā 5:2

[18] الترمذی، **الجامع**، کتاب الحدود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الستر علی المسلم، رقم الحدیث:1426

Al- Tīrmzi, *al-jamēh*, kitāb āl-hadood an rāsool Allah(PBUH), bāāb ma jā fī alstr al almūslīm, Hadith No:1426

[19] ایضا، کتاب الزکوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، رقم الحدیث:658

Ibid, kītab alzkāat an rāsool Allah(PBUH), bāāb ma jā fi alsādqā ala zīlqūrbah, Hadith No:658

[20] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2009ء)، کتاب الطب، باب ماینکر وافی الطاعون، رقم الحدیث:5728

Būkharī, Abū abdūllāh Mūhammād Bīn Ismāēl, *al-jamēh al-sāhih*(Bērūt: Dārūl Kūtūb ul īlmiyā, 2009), kitāb al tīb,baāb ma yankār fī altāoon, Hadith No:5728

[21] ایضا، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، رقم الحدیث:5734

Ibid, *al-jamēh al-sāhih*, kītab al-tib,bāab ajār al sabīr fi altāoon, Hadith No:5734

[22] الحشر 7:59

Al-Hāshār 59:7

[23] المسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الزکوۃ، باب لیس الغنی عن کثرۃ العرض، رقم الحدیث:2420

Al- Muslīm, *al-jameh* al-sahīh, kitab al-zkāāt, baab laīsa al-ghāni an kasrāt al-ardh,Hadith No:2420

[24] ایضا، کتاب الزکوۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، رقم الحدیث:2426

Ibid, *al-jamēh al-sahih*,kītab āl-zkaat, bāab fī al-kfaaf wāl qna'āt, Hadith No:2426

[25] المائدہ5:87

Al-Māidā 5:87

[26] الاسراء 27:17

Al-Isrā 17:27

[27] البقرۃ2:284

Al-Baqārā 2:284

[28] سباء 39:34

Sābā 34:39

[29] ابن کثیر، ابو الفدا عماد الدین، **البدایہ والنھایہ** (بیروت: مکتبۃ المعارف، 2011ء)، 3/109

Ibn-ē kathīr,abū alfīdā imāad-ūl-deēn, *Al-Bīdāya wā nihāyā* (Bērūt: Māktāba tūl Mūarīf, 2011),3:109

[30] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، کتاب مسنون ادعیہ واذکار، باب منہ، رقم الحدیث:3407

Al-Tīrmzī,abū isā muhāmmād bin isā, *Jamēh tirmzī,* kitāb māsnoon adeīyāh-o-azkāar,baāb mīnhū,Hadith No:3407

[31] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، **السنن**، کتاب التجارت، باب بیع المزایدۃ، رقم الحدیث:2198

Ibn-ē majāh, Abū Abdūllah Mūhammād bin Yāzīd, *alsānān*, kitāb al-tījārat,baab bēa al-mzaēdat,Hadith No:2198